حسینؑ اور رواداری

جسٹس پنڈت ویاس دیو مصرا، دہلی

میں زمانہ تعلیم سے ہمیشہ محرم کے جلوس دیکھنے جایا کرتا تھا۔ شروع شروع میں دکانوں کی زیبائش اور چہل پہل دیکھ کر اور خاص کر اہل اسلام کے عمدہ اور زرین پوشاک سے یہ سمجھا کرتا تھا کہ یہ اہل اسلام کا سب سے زیادہ خوشی کا دن اور سب سے بڑا میلہ ہے۔ مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ اس تہوار کو تاریخ سے کیا تعلق ہے۔ میری تربیت دہلی میں ہی ہوئی اور یہاں محرم اسی طرح منایا جاتا ہے۔ اور جہاں تک میں نے دیکھا ہر طرف مختلف دلچسپی کے سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔

عرصہ دو سال کا ہوا کہ میں نے ایک ماتمی جلوس میں دیکھا جہاں کچھ لوگ سر برہنہ روتے تھے اور اپنے سینوں کو پیٹتے تھے۔ یہ منظر میرے لئے بہت ہی دردناک تھا اور میں نے ارادہ کیا کہ میں اس مسئلہ کا پورا مطالعہ کروں گا۔

میں نے واقعہ کربلا کو خود پڑھا اور اس اہم تاریخی واقعہ کو مختلف اور دیگر مذاہب کی کتابوں میں دیکھا اور مجھے معلوم کر کے بہت حیرت ہوئی کہ یہ دردناک اور عبرت خیز تاریخی سانحہ محض شور وغل، عیش ومسرت اور دیگر مسرور کن زیبائش میں چھپا دیا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ایک صاحب دل، حسد وتعصب سے دور ہو کر اور مذہبی کینے کو چھوڑ کر واقعہ کربلا پر غور کرے تو وہ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ امام حسینؑ کی ذات گرامی وہ ہے جس کی شجاعت کی مثال کسی مذہب وملت میں نہیں مل سکتی۔ صرف چند گھنٹوں میں حسین کی بہتر قربانیاں جن میں حسینؑ کے بھائی بھتیجے، لڑکے اور چند نہایت ہی پرخلوص دوست تھے۔ یہ ظاہر کرتی ہیں کہ انسان کو اگر کوئی بڑی قوت جابرانہ اور ناجائز طریقے سے دبانا چاہے تو چاہے انسان کتنا ہی کمزور ہو مگر اس کا مقابلہ کرے اور اپنی عزت اور حقوق کے لئے خود فنا اور اپنے اہل وعیال کو قربان کر دے اور ذلت سے رہنا گوارہ نہ کرے۔ امام حسینؑ جانتے تھے کہ یزیدی فوج کے مقابلے میں ان کی فوجی قوت کچھ نہیں ہے مگر پھر بھی انہوں نے ارادہ کرلیا تھا کہ وہ ظلم وستم کی بنیاد کو ہمیشہ کے لئے مفقود کر دیں گے حسینؑ کا چھ ماہ کے بچے کی قربانی دینا بتاتا ہے کہ ان کو مملکت اور جاہ واقبال کی خواہش نہ تھی بلکہ وہ ظلم ومصائب سے اتنا تنگ آ گئے تھے کہ اس کا خاتمہ کر دینا چاہا۔ اور یقینی وہ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔

میرا خیال ہے کہ اگر دنیا کے تمام مذاہب امام حسینؑ کے پیرو ہو جائیں تو ہر طرح کے تمام جھگڑے فنا ہو جائیں امام حسینؑ نے یزید سے یہ نہیں کہا تھا کہ میں اس لئے جنگ کر رہا ہوں کہ اگر مجھے فتح ہوئی تو عرب کا نام ''حسین آباد'' رکھوں گا۔ ان کی جنگ آزادی کے لئے تھی اور ظلم وستم کو مٹا دینے کے لئے تھی۔ حسینؑ کا واقعہ بتاتا ہے کہ جب تم جائز مطالبے کے لئے قدم بڑھاؤ گے تو تمہارے بچے اصغر واکبر کی طرح قتل کئے جائیں گے۔ تمہاری عورتیں زینب وکلثوم کی طرح بے پردہ اور در بدر پھرائی جائیں گی اور تمام دنیا تمہارے خلاف ہو جائے گی یہی نہیں تمہیں بیڑیاں پہنی پڑیں گی اور جیل میں مدتیں کاٹنی پڑیں گی۔

اب وہ زمانہ آ گیا ہے کہ ہندوستان کا ہر مذہب اور ہر قوم شاعر انقلاب جوش ملیح آبادی کے اس قطعہ کو سچا کر دکھائے۔

(بقیہ صفحہ ۵۵ پر-------------------)

میری گود میں آجاؤ۔ گولڈن ڈیڈس مطبوعہ میکملینس لندن میں لکھا ہے کہ جولوگ نیزہ لئے تھے ان کے ہاتھ کپکپائے اور سر کو حرکت ہوئی اور وہ مارگریٹ کی گود میں جا گرا اور اس نے اس کا بوس وکنار شروع کردیا۔ سارا مجمع اس محیرالعقول واقعہ کو دیکھ کر اس طرف ٹوٹ پڑا اور بالآخر کسی طرح وہ سر پھر دستیاب کیا گیا۔ کیا دربار یزید میں یزید کی اس فرمائش پر کہ ''سکینہ تم اگر بابا کی پیاری ہو تو سر حسینؑ کو اپنے پاس بلالو'' ایسا ہی واقعہ نہیں ہوا کہ سر حسینؑ کو حرکت ہوئی اور وہ سکینہ کی گود میں جا پہنچا۔ قوت ارادی اور قوت جذب اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز واقعات رونما کرسکتی ہے۔ کیا اس باپ بیٹی کے ملاپ نے سارے درباریوں میں ایک تفحص کی لہر نہ دوڑادی ہوگی کہ کٹا ہوا سر جو تن سے جدا تھا کسی قوت روحانی کے تحت متحرک ہوا اور ایک فاسق اور ظالم کے چیلنج کو قبول کرکے اس کو دربار عام میں ذلیل وخوار کیا۔ کیا یزید کے خلاف نفرت وانتقام کی رو اسی وقت سے درباریوں میں نہیں دوڑی اور کیا اسی واقعہ کا یہ ردعمل نہ تھا کہ یزید بہت متاثر ہوا اور اسی وقت سے اہلبیت حسینی کے رہائی پر آمادہ ہوگیا۔

جناب علی اصغرؑ کا عنوان شہادت تو ایسا ہے کہ اس شیرخوار کو ''فاتح کربلا'' کہنا حق بجانب ہے۔ ''کربلا کی جنگ دو بادشاہوں کی جنگ ملک گیری تھی۔'' یہ بہتان مسترد نہ ہوتا اگر حضرت علی اصغرؑ باپ کے ہاتھوں پر کھلے میدان شہید نہ ہوتے۔ کون باپ چھ مہینہ کے بچہ کو ہاتھ میں لے کر تیر وتبر، نیزہ وخنجر کے جنگل میں آئے گا اور ایسے غیر مسلح بے زبان معصوم سے استغاثۂ العطش سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بلند کرائے گا! یہ تو تب ہی ہوسکتا تھا کہ اس کا مقصد محض یہ رہا ہو کہ دنیا دیکھ لے اور سمجھ لے کہ میرا مقصد لڑائی نہیں ہے محض اعلان بیگناہی ہے۔ ''ربای ذنب قتلت۔'' کا نوحہ بلند کرانا تھا۔ فوج اشقیاء سے اس کا اعتراف کرانا تھا کہ بے گناہ بے زبان۔ بے آب شیرخوار بھی ناوک ظلم کا نشانہ بنائے جارہے ہیں۔ اس بچے نے باپ کی حق پرستی اور معصومیت ثابت کردی اور حسینؑ مظلوم کے سر سے یہ غلط الزام ہمیشہ کے لئے اٹھالیا کہ جنگ کربلا مادی جنگ تھی۔ یا جنگ بھی تھی! شہادت علی اصغرؑ واقعہ کربلا کا وہ زریں کارنامہ ہے جس نے باطل کے سیاہ داغ کو اور زیادہ نمایاں کردیا جو ہمیشہ کے لئے یزید کے لئے کلنک کا ٹیکہ ہے۔

چھڑائے سے نہ چھوٹے گا ارے ظالم نہ بن لڑکا
شہیدان وفا کا خون کیا دھبہ ہے کیچڑ کا

انسانیت کے دامن کا داغ چھڑائے نہیں چھوٹتا۔ تاریخ عالم ہمیشہ حق وباطل کے امتیاز کے لئے علی اصغرؑ کی معصومیت اور یزید کی بہیمیت کو اپنے دامن میں محفوظ رکھے گی۔ یزید سمجھتا تھا کہ ظلم کا بول بالا ہے۔ علی اصغرؑ کی گردن کا تیر پکارتا ہے کہ حق کا بول بالا ہے۔ اس ننھے مجاہد کا جہاد بالعمل نرالا تھا۔ سوکھے ہونٹوں سے پیاس کا مظاہرہ اور مسکراتے لبوں سے موت کا خیر مقدم رباب کے لئے یہ آخری پیار تھا کہ اچھی ماں کے بچے اچھے مقصد کے لئے ہنستے کھیلتے جان دیتے ہیں اور بعد کی نسلوں کو یہ سبق دے جاتے ہیں۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

(ماخوذ از سرفراز لکھنؤ متاع رباب نمبر جون ۱۹۵۸ء/ذی الحجہ ۷۷ ۱۳ھ ص ۴۰ و ۴۱)

(بقیہ صفحہ ۸۰ کا...............)

کیا صرف مسلمانوں کے پیارے ہیں حسینؑ
چرخ نوع بشر کے تارے ہیں حسینؑ
انسان کو بیدار تو ہولینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

(ماخوذ از ماہنامہ ''شیعہ لاہور'' محرم نمبر ۱۹۴۵ء ص ۸۶)